بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۹۱ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۱

اَن الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء ٭ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

روزنامہ الفضل قادیان

یوم — سہ شنبہ

جلد ۳۱ | ۲ ماہ نبوت ۱۳۲۲ ہش | ۴ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ | ۲ نومبر ۱۹۴۳ء | نمبر ۲۵۷

مدینۃ المسیح

قادیان یکم ماہ نبوت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق صبح ۱۰ بجے کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کو دوسرے پاؤں میں بھی نقرس کا درد شروع ہوگیا ہے ایک پاؤں میں پہلے سے درد جو تھا وہ بھی بدستور ہے۔ رات حضور کو بخار بھی ہوگیا تھا۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کیلئے درد دل سے دعا فرمائیں ——— حضرت ام المومنین مدظلہا العالی ۳۰ اکتوبر بذریعہ کار ۵ بجے شام ڈلہوزی سے تشریف لے آئی ہیں۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب معہ اہل وعیال آپ کے ہمراہ تھے۔

حضرت ممدوحہ کو بخار اور اسہال کی تکلیف ہے احباب دعائے صحت کریں۔

کلانور کے جلسہ پر یہاں سے جو احباب و علماء تشریف لے گئے تھے۔ وہ واپس پہنچ چکے ہیں ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

تبلیغ احمدیت کا موسم معلوم نہیں کب ختم ہو جائے

اِس لئے جلد از جلد اپنا کام ختم کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۷ ماہ تبوک ۱۳۲۲ہش مطابق ۱۷ ستمبر ۱۹۴۳ء

بمقام ڈلہوزی

(مرتبہ بشارت الرحمٰن صاحب)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہر ایک چیز کا ایک وقت

ہوتا ہے۔ اور اس وقت کے آگے یا پیچھے ہو جانے سے وہ کام جو ٹھیک وقت پر ہونا ہوتا ہے رُک جاتا ہے۔ وہی کام جو اپنے وقت پر سہولت سے اور احسن طور پر ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے وقت گذر جانے کے بعد بڑی مشکلات پیش آجاتی ہیں۔ اور بعض اوقات کوئی کام بالکل بے وقت بھی ہو جاتا ہے مگر اس کے پورا کرنے کے لئے بڑی قربانی کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ پھر بھی اس قربانی کے بعد جو نتیجہ نکلتا ہے۔ وہ خرچ کے مقابل میں بہت ہی کم ہوتا ہے دیکھو سونا بنانے والے کتنی کوششیں کرتے ہیں سالہا سال خرچ کئے جاتے ہیں اور لاکھوں روپے سونا بنانے میں کامیاب ہونے کیلئے خرچ کر دیتے ہیں پھر ان میں سے بعض لوگ کہدیتے ہیں۔ ہم نے گٹھلی بھر سونا بنا لیا ہے۔ اول تو یہ جھوٹ ہوتا ہے۔ مگر ہم فرض کر لیتے ہیں کہ صحیح ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ غیر طبعی طریق کیوں اختیار کیا گیا

غیر طبعی طریق اختیار کرنے سے

کیا فائدہ حاصل ہوا۔ اگر وہ اتنا ہی وقت جو اس نے سونا بنانے میں کامیاب ہونے میں لگایا۔ کسی تجارت پر لگاتا صنعت وحرفت پر لگاتا اور وہ طریق اختیار کرتا جو خدا نے مقرر کیا ہے تو اس سے بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوتا۔ جو ایک گٹھلی برابر سونا بنا کر اُسے حاصل ہوا۔ غیر طبعی طریق اختیار کر کے اس نے دوستوں کی مجالس کو چھوڑا انتہائی اختیار کی۔ سرمایہ لگایا اور لاکھوں روپے اس میں کامیاب ہونے کے لئے خرچ کئے۔ سالہا سال آگ کے آگے بیٹھنا پڑا۔ دھوئیں اور راکھ میں پھونکیں مارتا رہا۔ ان سارے اوقات اور

لاکھوں روپے کے خرچ کے بعد

جو اسے حاصل ہوا۔ وہ ایک گٹھلی برابر سونا ہے اگر وہ صحیح طریق اختیار کرتا اور اس رقم کا جو سونا بنانے کی دھن میں اس نے خرچ کی بازار سے سونا خریدتا تو شاید ۱۵-۱۶ سوگنا زیادہ خرید سکتا۔ مکہ مکرمہ میں درخت نہیں اُگ سکتے۔ وہاں بعض نے باغ لگانے کی کوشش کی ہے۔ مگر اس غیر طبعی طریق اختیار کرنیوالے کی عقل پر تعجب ہے۔ وہ ہزاروں ہزار روپیہ خرچ کر کے طائف سے مٹی لایا۔ گڑھے کھدوا کے ان میں مٹی ڈالی۔ اور پھر ان گڑھوں میں وہ درخت بونے میں کامیاب ہوا۔ مگر اس نے مٹی منگوا کر ڈلوانے اور گڑھے کھودنے میں کسقدر خرچ کیا۔ اور اس قدر خرچ کرنے کے بعد جو پھل اترا وہ نہایت ہی تھوڑا تھا۔ پس جو نتیجہ نکلا اُسے اس سے کیا حاصل ہوا۔ لیکن اگر وہ اس ہزار یا لاکھ روپے کو جائز اور صحیح طور پر استعمال کرتا۔ تو ممکن ہے کہ اتنی ہی رقم کو خرچ کر کے سوگنا فائدہ اٹھا لیتا۔ جتنا اس نے غیر طبعی طریق پر خرچ کر کے اٹھایا۔ یوں تو لوگ کمروں میں بھی درخت لگا لیتے ہیں۔ بعض لوگ شیشے کے کمرے بنا کر پودے لگاتے ہیں۔ انکا باغبان بھی مقرر ہوتا ہے۔ ماہر فن مقرر کئے جاتے ہیں۔ تجربے کئے جاتے ہیں۔ ان سے درخت اُگ بھی آتا ہے بعض اوقات دوسرے کسی غیر طبعی طریق سے بعض سامان کر دئے جاتے ہیں۔ تو گرم ملک کا درخت سرد ملک میں اور سرد ملک کا درخت گرم ملک میں اُگ آتا ہے۔ مگر اس سے جو پھل ملتا ہے۔ وہ

خرچ کے مقابلہ میں کم

ہوتا ہے۔ کیونکہ سرد ملک کا درخت گرم علاقے میں بوئیں یا گرم کا سرد میں بوئیں تو اس پر جو خرچ آئیگا۔ اس کا نتیجہ نقصان کی صورت میں ہی نکلے گا۔ اگر وہ درخت پھل دیگا۔ تو وہ پھل بہت ہی کم ہوگا ہندوستان میں سینکڑوں آدمی اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ بے موسم کا آم پیدا کیا جائے۔ انہوں نے بیسیوں قسم کے آم پیدا کئے ہیں۔ اور مختلف موسم میں پھل دینے والے آموں کا تجربہ کیا ہے نتیجہ کیا ہے۔ یہی کہ کسی پر چار دانے ہوتے ہیں۔ کسی پر پانچ۔ وہ سارے سال میں اس کا دسواں حصہ بھی نہیں بنتے۔ جتنا دوسرا درخت اپنے اصل موسم میں پھل دے دیتا ہے۔

یہی حال ان تحریکات کا ہوتا ہے۔ جو الٰہی تحریکات ہوتی ہیں یعنی جس طرح

آموں کے پھل دینے کا وقت

ہوتا ہے اور خربوزوں کے پکنے کا وقت مقرر ہے۔ گندم کے پکنے کا موسم ہے۔ اگر اس موسم میں جو اُنکے بونے کا ہے۔ انکی کاشت کیجائے تو کثیر غلہ پیدا ہو جاتا ہے اور انسان نفع اٹھا لیتا ہے۔ اسی طرح الٰہی تحریکات کے کامیاب کرنے پر اگر وقت پر کوشش ہو تو نتائج بہت شاندار نکلتے ہیں۔ مگر دوسرے وقت نتیجہ ایسا خوش کن نہیں ہوتا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ کیا تو لوگوں نے

بڑی بڑی قربانیاں کیں

اور اسلام کی تعلیم کو لیکر اکناف عالم میں پھیل گئے اور قرآن کریم کو ہاتھ میں لیکر تبلیغ کے میدان میں نکل کھڑے ہوئے۔ قربانیاں کیں اور اسکی تعلیم کو پھیلایا۔ اسوقت قرآن کے اور حدیث کے الفاظ وہی تھے جو آج ہیں۔ اور لغت کے لحاظ سے اس کا وہی مفہوم نکالا جاتا تھا۔ جو آج نکالا جاتا ہے۔ لیکن وہ اسلام کی ترقی کا موسم تھا۔ صحابہ نے تبلیغ کی اور اسلام پھیلتا چلا گیا۔ لیکن جب قرآن کریم کے پھیلنے کا وقت گزر گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اسلام کی ترقی کا وقت ختم ہوا۔ تو لوگ قرآن کریم کو پڑھتے تھے۔ مگر وہ

دلوں میں نہیں اترتا تھا

یہی قرآن تھا۔ جس کو کافر بھی سنتے تھے اور سر دھنتے تھے۔ کہ واہ واہ کمال کر دیا اور اب یہی قرآن ہے جس کو سنکر لوگ قہقہہ لگاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اس میں دھرا ہی کیا ہے۔ اس سے فائدہ ہی کیا ہے۔ یہ تو مسجدوں کے ملانوں کے پڑھنے کے لئے ہے۔ یا بے کاروں کا کام ہے۔ کہ اسے پڑھیں۔ اس قرآن سے نہ ہماری سیاست کو کوئی فائدہ ہے۔ نہ صنعت کو ہمیں وہ کتابیں پڑھنی چاہئیں۔ جن سے ہمارے پیشے ترقی کریں۔ سیاست ترقی کرے۔ اور ہمیں یورپ کا فلسفہ پڑھنا چاہئے۔ دیکھو یہی قرآن پہلے بھی تھا جس کو سنکر دشمن بھی سر دھنتا تھا۔ مگر اب لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم کیوں اس کو پڑھنے میں وقت ضائع کریں اس سے تو بہتر ہے۔ کہ ہم غالب کے شعر پڑھیں۔ اور اگر کوئی قرآن کریم پڑھنا شروع کر دے۔ تو

سارے جسم پر چیونٹیاں

رینگنی شروع ہو جاتی ہیں۔

تو ہر چیز کا ایک موسم ہوتا ہے جب وہ موسم گزر جائے۔ تو پھر وہ اتنا اثر پیدا نہیں کرتا۔ اسی قرآن کریم نے جو اثر حضرت ابوبکرؓ پر کیا۔ حضرت عمرؓ پر کیا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ پر کیا۔ اور اسی طرح ثعبان ثوری احمد بن حنبلؒ۔ اور امام ابو حنیفہؒ پر کیا۔ جب اس کی اشاعت کا موسم گزر گیا۔ تو قرآن کریم نے بے موسم اگنا بند کر دیا۔ یہی قرآن تھا جس کا بیج ان بزرگوں کے دلوں میں لگا۔ اور ایسے پھل دیئے۔ کہ جن کو دیکھ کر عقل محو حیرت ہو جاتی تھی۔ اور

دوست اور دشمن کو تعجب

کا اظہار کرنا پڑتا تھا۔ کہ یہ کیا چیز ہے اور پہلے دنیا میں ایسی چیز کہاں میسر آتی تھی۔ مگر اب وہی چیز لوگوں کو بے معنی نظر آتی ہے۔ بے مغز نظر آتی ہے۔ اور صرف اس لئے رہ گیا ہے۔ کہ غلافوں میں بند پڑا رہے۔ مسجدوں میں رکھا جائے اور ریشم کے غلافوں میں لپیٹا جائے۔ اب کان اس کو سننے کی بھی کوشش نہیں کرتے

اور اگر سنتے ہیں تو خیالات اس کے آگے ایک دیوار بن کر حائل ہو جاتے ہیں۔ اور جن خیالات کو سوچتے ہوئے لوگ مسجد میں آتے ہیں۔ اسی دھن میں نکل جاتے ہیں۔ ان دل کے خیالات کی وجہ سے باہر سے کان میں پڑنے والی آیتوں پر کوئی کان نہیں دھرتا۔ ایسا کیوں ہوا۔ اسی لئے کہ یہ ایک بے موسم کی چیز ہو گیا۔ اس کی اشاعت کا موسم گزر گیا۔ پس

دینی تحریکات کے لئے بھی ایک موسم

ہوتا ہے۔ خدا کا نبی جب دنیا میں آتا ہے۔ تو وہ موسم دین کے پھیلنے کا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے نشان لوگوں پر اثر کرتے ہیں۔ عقلی دلیلیں نتیجہ خیز ہوتی ہیں۔ اور عظیم الشان تغیرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب وہ موسم گزر جاتا ہے۔ تو پھر وہ تعلیم لوگوں کے دلوں میں کوئی اثر نہیں کرتی۔ جس طرح نومبر یا اکتوبر میں بوئی ہوئی گندم پھل دے جاتی ہے۔ اور جون اور مئی میں بوئی ہوئی گندم کوئی پھل نہیں دیتی۔ مثلاً موسم میں اگر کسی جگہ سے دس۱۰ یا بیس۲۰ من نکلنی ہوتی ہے تو دوسرے موسم میں بونے سے فائدہ تو الگ رہا بیج بھی واپس نہیں آتا۔ اسی طرح الٰہی تحریکات کے پھیلنے کا موسم جب گزر جاتا ہے۔ تو جدوجہد جو اس کی اشاعت میں کی جاتی ہے۔ وہ فضول ضائع جاتی ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ

ایک ایسا زمانہ تھا۔ کہ جس کی تاریخ محفوظ ہے۔ ایسا نہ تھا جس طرح حضرت زرتشت یا رامچندر کا زمانہ تھا۔ کہ ان کے زمانوں کی تاریخ محفوظ نہیں یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایک حرکت محفوظ ہے۔ اور لوگوں نے نقل کر دی ہے۔ کہنے والے کہتے ہیں۔ کہ یہ کیا فضول بات ہے، کہ اتنی چھوٹی چھوٹی باتیں نقل کر دی ہیں۔ کہ آپ لقمہ اس طرح پکڑتے تھے۔ پگڑی اس طرح باندھتے تھے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ تفصیلات اسلامی شریعت کے لئے ایک Back ground کا کام دیتی ہیں۔ اور دنیا میں ہر چیز جو اپنے ماحول میں اثر کرتی ہے۔ وہ اپنے بغیر ماحول کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ کوئی تصویر بھی اچھی Back ground کے بغیر خوبصورت

معلوم نہیں ہوتی۔ اور اس کی مثال اسی طرح ہے جیسے Theatre (تھیٹر) میں Scenery (سینری) ہوتی ہے۔ اسی طرح

شریعت اسلامیہ کے ساتھ ساتھ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی تفصیلات ہیں۔ آپ کا اٹھنا بیٹھنا۔ آپکا لباس۔ بات کرنے کی طرز لوگوں کی طرف متوجہ ہونا۔ سوال کا جواب دینا وغیرہ سب باتیں بیان ہوئی ہیں۔ اور ان سب تفصیلات کو ملا کر جو شکل اور جو تصویر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمارے ذہنوں میں آتی ہے۔ وہ جو اثر رکھتی ہے۔ جو وہ ان تفصیلات کے بغیر نہیں رکھتی۔ اس لئے صحابہ نے آپ کی زندگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ مثلاً آپ کی پگڑی کیسی تھی۔ قد کتنا لمبا تھا۔ آپ کے رات دن کا پروگرام کیا تھا۔ مجالس میں آپ کس طرح بات کرتے تھے۔ آپ کو کیا کیا مشکلات پیش آئیں۔ اگر فرض بھی کر لیں۔ کہ شریعت اسلامیہ سے ان باتوں کو دور کا تعلق بھی نہیں ہے لیکن جس چیز کا تعلق ہے۔ وہ بھی ان کے بغیر اتنا اثر پیدا نہیں کر سکتی۔ جتنا ان کے ساتھ کرتی ہے۔ یہ تمام باتیں بطور ایک Back ground کے ہیں جس کے ذریعہ سے ہم حقیقت کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ ورنہ مذہب ایک فلسفیانہ خیال اور ایک شاعر کی بات رہ جاتا ہے۔ مسلمانوں نے وہ زمانہ بھی دیکھا جبکہ لوگ

قرآن کریم کی ایک ایک آیت

پڑھتے ہوئے ساری ساری رات گزار دیتے تھے۔ اور وہ زمانہ بھی دیکھا۔ کہ اسی کے ماننے والوں نے اسے حقارت سے پھینک دیا۔ اور یہ قرآن ہر ملک کے سامنے پیش ہوا۔ اور ہر ایک نے اسے ٹھکرا دیا۔ ایک مصری عالم نے اپنے ایک مضمون میں قرآن کریم کے بہت سے کام گنوائے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ قرآن پچاس کام آتا ہے۔ لیکن اگر مسلمان اس سے کوئی کام نہیں لیتے۔ تو صرف وہ جو اس کا اصل کام ہے۔ یعنی اس کو پڑھ کر اس پر عمل کرنا جو کام اس سے لئے جاتے ہیں اور جو گنوائے ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں اول جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے کے لئے

قسم کھانا۔ قبر پر پڑھنا وغیرہ چنانچہ اسی طرح سے

پچاس گھناؤنے اور قابل نفرت

کاموں کا ذکر کیا ہے۔

پس کیا وجہ تھی کہ اب قرآن کی تعلیم نے وہ اثر نہ کیا۔ اس کی یہی وجہ تھی۔ کہ اب اس کی اشاعت کا موسم نہ رہا تھا۔ اس کی وہ Back ground نہ رہی تھی۔ اسکی اشاعت کا موقعہ جاتا رہا تھا۔ جس طرح گیہوں کو اگر نومبر اور دسمبر میں بوئیں تو اچھا غلہ دے دیتا ہے لیکن جون میں غلہ نہیں پیدا کرتا۔ اسی طرح قرآن کریم نے اپنے موسم میں خوب پھل دیا۔ لیکن موسم گزر جانے کے بعد یہی بیج جب دوبارہ لوگوں کے دلوں میں بویا گیا۔ تو اس نے کوئی پھل نہ دیا۔ اور اندر باہر سے اسے دھکے ملے اور وہ کوئی نتیجہ خیز تبدیلی پیدا نہ کر سکا۔

اس کے بعد پھر ہمارا زمانہ آیا جس میں ایک شخص پیدا ہوا۔ اس نے کہا۔ کہ قرآن کے بیج کو بویا گیا۔ اس نے پھل دیا۔ پھر وہ موسم گزر گیا۔ لیکن اب پھر

اسی بیج کو دوبارہ بونے کا موقعہ

آگیا ہے۔ ہم نے چاہا تھا۔ کہ موسم گزرنے کے بعد پھر فصل اگاؤ۔ لیکن موسم کے گزرنے کی وجہ سے ہم ایسا نہ کر سکے۔ لیکن وہ موسم زمانہ چکر کھا کے پھر اسی وقت پلٹ آگیا ہے۔ اور اب دوبارہ اس کے بونے کا موسم ہے۔ پہلے زمانوں میں ایک فصل اگائی جاتی۔ اس کے بعد دوسری فصل اگائی جاتی۔ پہلے چاول بوئے گئے۔ پھر چنے بوئے گئے۔ لیکن محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو آکر وہ بیج دیا۔ جو

تمام گزشتہ بیجوں سے اعلیٰ

تھا۔ اور اب کسی اَور بیج کی ضرورت نہ رہی رہا یہ فیصلہ ہوا۔ کہ یہی بیج بار بار بویا جائیگا۔ اب کوئی مزید تجربہ نہیں ہوگا۔ اب اچھی فصل معلوم ہو گئی ہے۔ جیسے تجربے کے بعد جب ہمیں معلوم ہو جائے۔ کہ فلاں بیج سب سے اچھا ہے۔ اسکے بعد پھر کسی اَور بیج کو بونا حماقت ہے۔ اسی طرح جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے اعلیٰ اور آخری بیج دنیا کو دیا تو پہلے بیجوں کی حاجت نہ رہی۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ پہلے ادنیٰ بیج اپنے اپنے زمانوں کی ضرورتوں کے موافق کافی تھے۔ لیکن سب ضرورتوں کیلئے کافی نہ تھے۔ جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری بیج دیدیا۔ تو آئندہ فیصلہ ہوا کہ جب بھی بیج بونے کا موسم آئے۔ پھر وہی بیج بویا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے پھر اسی بیج کے بونے کے موسم کو پیدا کر دیا۔ ہمیں خوشی ہے۔ کہ پھر موسم آگیا۔ لیکن اس بات کی ہمیں خبر نہیں دی گئی۔ کہ یہ موسم کب تک رہیگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس ہمیں فکر ہونی چاہیئے۔ کہ ہم اس موسم سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھالیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ جس طرح پہلے موسم گزرنے کے بعد اثر زائل ہو گیا تھا۔ اب بھی ویسا ہی ہو جائے۔

احمدیت کی تبلیغ کے لئے

ابھی وقت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس وقت کی حد ہمیں نہیں بتائی۔ اگر وہ بتا دیتا۔ مثلاً یہ بتا دیتا۔ کہ ۳۰۰ سال ہے۔ تو ہم کہتے ابھی بہت سا وقت باقی ہے۔ اگر ہم نے تبلیغ نہیں کی۔ تو کیا ہوا۔ ہماری اولادیں اس کام کو کرلیں گی۔ اس کے بعد اگر ہماری اولادیں بھی اس کام کو پیچھے ڈال دیں تو آخری لوگ ہی پھر دوڑ دھوپ کرنے کے لئے رہ جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہ نہیں بتایا۔ کہ آخری حد ۱۰ سال ہے یا ۱۰۰ سال ہے۔ صرف اتنا بتایا ہے۔ کہ

بونے کا موسم

آگیا ہے۔ اور اسی طرح یکدم اس موسم کے ختم ہونے کا وقت بھی آجائے گا۔ اور اگر تم وقت کے اندر بوؤ گے تو کھیتی اُگے گی ورنہ نہیں۔ اور اگر تم وقت کے اندر فصل نہ اگاؤ گے تو تمہارا حال قحط زدہ علاقوں کے انسانوں کی طرح ہوگا۔ جو بھوکے مر جاتے ہیں۔ مثلاً جیسے آجکل بنگال کا حال ہے۔ کہ روزانہ سوسو آدمی گلیوں میں بھوکے مرے ہوئے ملتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں انسان کا مقصد حیات نہیں بلکہ موت ہے۔ پس ہمیں فکر کرنی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ احمدیت کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کا موسم ختم ہو جائے۔ پس ہمیں اس بیج کو بونے میں لگ جانا چاہیئے۔ تاکہ ہم وقت پر فصل کاٹ سکیں۔ اور ایسا نہ ہو۔ کہ فصل کاٹنے سے پہلے ہی اس پر تباہی اور خزاں آجائے

ہماری زندگی کا ہر لمحہ

جو گزر جاتا ہے۔ وہ ہمیں دہشت دلاتا ہے کہ شائد بونے کا یہی آخری گھنٹہ تھا۔ اور یہی وقت موسم کا آخری وقت تھا۔ اور شائد کل کو ہماری کاشت گیارھویں بارھویں صدی کی طرح بے سود رہے گی۔ خدا تعالےٰ نے ہمارے کام میں وسعت اور گرمی پیدا کرنے کے لئے وقت کے علم کو اپنے پاس محفوظ رکھا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ہمارے پاس وہ کتاب ہے۔ جس میں وہ وقت محفوظ رکھا جاتا ہے۔ جس سے مراد یہ ہے۔ کہ

روحانی اشاعت کا زمانہ

اسی کے علم میں ہے۔ اس کے متعلق ہمیں نہیں بتایا گیا۔ کہ اس کی فصل کا کتنا وقت باقی ہے۔ تاکہ نہ حد سے زیادہ امید ہو۔ اور نہ حد سے زیادہ مایوسی ہو۔ جس دن یہ موسم ختم ہو جائے گا۔ قوم اٹھے گی۔ گلے پھاڑے گی۔ پمفلٹ تقسیم کرے گی۔ مگر کوئی اثر نہ ہوگا۔ یہی علم کی اور پُر حکمت باتیں

ہنسی اور پاگل پنے کی باتیں

ہو جائیں گی۔ حالانکہ وہ باتیں وہی ہوں گی جنہوں نے پہلے دنیا میں تغیر پیدا کیا ہوگا۔ آج وہ موسم ہے کہ ادھر ہم گٹھلی بوتے ہیں۔ ادھر لہلہاتا ہوا پودا نکل آتا ہے۔ پھر موسم آئے گا۔ کہ اس پودے کو کیڑا اکھا جائے گا۔ کیونکہ اس کے وقت پر اس کی کاشت نہیں کی گئی۔ پس جتنا جتنا ہم وقت پر بیج بوئیں گے۔ اتنا ہی زیادہ پھل پائینگے اور اگر اس کام میں دیر کریں گے۔ تو نہ صرف اپنا بلکہ آئندہ دنیا کا بھی نقصان کرینگے۔

فن موسیقی کے مطابق گانے سننے کے متعلق

شرعی فتوےٰ

ریڈیوسٹوں اور گراموفونوں کی عمومیت کے سبب آجکل گانے سننے کا شوق عام ہو رہا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد احیاءِ دین اور قیام شرع اسلام ہر احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہیئے۔ عام رنگ میں خوش الحانی کے ساتھ اچھے اور بامعنی اشعار سنا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے راشدین کی سنت سے ثابت ہے۔ لیکن فن موسیقی کے قواعد کے مطابق سُر اور تال اور آلات موسیقی کے ساتھ گانے سننا شرعاً ناجائز اور ممنوع ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بہت ناپسند فرمایا ہے۔ حضور کا ارشاد ہے صوتان ملعونان فی الدنیا والآخرۃ مزمار عند نعمۃ ورنۃ عند مصیبۃ کہ دو آوازیں دنیا اور آخرت میں لعنتی ہیں۔ یعنی آلات موسیقی کے ساتھ گانے والے اور نوحہ خوان کی۔ نیز فرمایا یکون فی امتی خسفٌ ومسخٌ اذا ظہرت القینات والمعازف کہ جس زمانہ میں گانے والی عورتوں اور آلات موسیقی کی عمومیت ہوگی۔ اس وقت میری امت کے لوگ مادیت میں ایسے غرق ہو جائیں گے۔ کہ ان کی صورتیں بھی مسخ ہو جائیں گی۔ (ترمذی)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کا اپنا اسوہ حسنہ ذیل کی حدیث سے واضح ہے۔

عن نافع قال سمع ابن عمر مزماراً فوضع اذنیہ ونائی عن الطریق وقال یا نافع ھل تسمع شیئاً فقلت لا۔ فرفع اصبعیہ عن اذنیہ و قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمع مثل ھذا فصنع مثل ھذا (سنن ابوداؤد)

حضرت نافع بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ کسی آلۂ موسیقی کی آواز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے کان میں پہونچی۔ تو آپ نے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ اور پھر فرمایا نافع کیا اب بھی کچھ آواز آرہی ہے۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ تو آپ نے کانوں سے انگلیاں ہٹاتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ ایک موقعہ پر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ حضور علیہ السلام نے ایسی آواز سنکر ایسے ہی کیا تھا۔

موسیقی کے بعض شائقین اسے روحانیت میں ترقی کا ذریعہ اور منازل سلوک طے کرنے کا وسیلہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ہندوؤں نے تو موسیقی کو عبادت کا جزو قرار دے لیا ہے۔ اور ان کا خیال ہے۔ کہ یہ ایشور بھگتی کا بہترین ذریعہ ہے۔

اکتوبر ۱۹۴۱ء میں بمقام لکھنؤ آل انڈیا میوزک کانفرنس کا خطبۂ صدارت پڑھتے ہوئے ڈاکٹر سر جوالا پرشاد ڈی۔ ایس۔ سی۔ ایم۔ ایل اے نے کہا "ہمیں خداوند سرو شکتیمان کا شکر گزار ہونا چاہیئے، کہ اس نے ہمیں اس زمانہ میں جبکہ ہر طرف تباہی و بربادی اور موتا موتی کا بازار گرم ہے۔ اس خوشکن اجلاس کے انعقاد کی توفیق بخشی۔ مجھے یقین ہے کہ ہم موسیقی کے ذریعہ ایک مضبوط اور پختہ ایقان و عرفان حاصل کرکے دنیا میں نیکی ایشور بھگتی اور ہر قسم کی اچھائیوں کے قائم کرنے والے بنیں گے۔ اور موسیقی کے ذریعہ نیکی کی آخری فتح حاصل کرکے ایک نہائت خوبصورت نیا نظام قائم کریں گے۔ خدا کرے۔ کہ وہ وقت جلد آئے۔ اور میں محسوس کرتا ہوں، کہ یقیناً آپ حضرات کی دلی دعا اور یہی تمنا ہوگی"

(خطبہ صدارت آل انڈیا موسیقی کانفرنس ص۴)

حقیقت یہ ہے کہ فن موسیقی کا روحانیت سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ سُر اور تال کے مطابق آلات موسیقی کے ساتھ گائے ہوئے گانوں سے جبلت حیوانی میں انگیخت پیدا ہو کر عارضی طور پر نفس میں ایک وجد کی سی حالت پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ حیوانات اور بچے بھی اچھی موسیقی سے متاثر ہوتے ہیں۔ یہ تاثر جذبات نفس میں جو تہیج پیدا کرتا ہے، اس عارضی وجد نما حالت کو روحانیت سے نا آشنا لوگ ایقان و عرفان بڑھانے والا اور ایشور بھگتی کا ذریعہ سمجھ لیتے ہیں۔ راگ کے جاننے والا اور موسیقی دان ملحد ہو یا زندیق۔ خدا تعالےٰ کی ہستی پر یقین رکھنے والا ہو یا منکرین میں سے ہو، جہاں کوئی اچھی آواز سُر اور تال کے مطابق اس کے کان میں پڑے۔ اس پر ایک وجد سا طاری ہو جائیگا۔

فن موسیقی سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں۔ کہ بعض اصولوں کے مطابق ساز سے گائے ہوئے راگ سامعین کو متبسم بناتے اور راحت و سرور کا سا احساس پیدا کرتے ہیں۔ اور دوسرے اصولوں کے مطابق وہی ساز سے گانے والا راگ ہنستوں کو رلا دیتا ہے۔ موسیقی کے مشہور ماہر حکیم ابوالفارابی کے متعلق لکھا ہے کہ بادشاہ وقت کو اسے دیکھنے کا بہت شوق تھا یہ علم ہونے پر حکیم فارابی غریب اور مفلس تاتاریوں کے بھیس میں اس کی مجلس میں چلا گیا۔ اہل مجلس میں سے کسی نے اسے اس لباس میں نہ پہچانا۔ اس مجلس میں فارابی نے ایک خود ساختہ ساز بجانا شروع کیا۔ اول اس کو سنکر تمام اہل مجلس ہنس پڑے۔ فارابی نے پھر اسے دوسرے پردہ بدل کر بجایا۔ تو سارے اہل مجلس چیخیں مار کر رونے لگے۔ یہاں تک کہ بعض بے ہوش ہو گئے۔ پس یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ فن موسیقی کا روحانیت سے کوئی تعلق نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس امر کی وضاحت فرماتے ہوئے سیدنا حضرت امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:-

(۱) "راگ وغیرہ سننا — سو میں نے بتایا ہے کہ انسان کے اعصاب میں ایک خاص طاقت رکھی گئی ہے اثر قبول کرنے اور اثر پہنچانے کی۔ اور اعصاب پر اثر جن دروازوں سے ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک کان بھی ہیں۔ جو اچھی آواز سے متأثر ہوتے ہیں۔ انسان تو انسان حیوان بھی اچھی آواز سے اثر پذیر ہوتے ہیں۔ مثلاً سانپ کے سامنے بین بجائی جائے۔ تو وہ لوٹنے لگتا ہے۔ لیکن کیا اس سے یہ سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ اس پر روحانیت کا کوئی خاص اثر ہوا ہے۔ بلکہ یہ کہ اس کے احساسات نے ایک ایسا اثر قبول کیا ہے جس کا روحانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پس اگر گانے وغیرہ کو روحانیت پر اثر ڈالنے والا سمجھتا ہے۔ تو یہ اس کی غلطی ہے اور نادانی ہے۔ کیونکہ جس طرح ایک سانپ بین پرست ہوتا ہے۔ اسی طرح گانے اور بجانے پر آج کل کے صوفی ناچتے ہیں۔"

(۲) "چونکہ یہ باتیں بدعتیں ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی باتوں کے خلاف کیا جائے گا۔ تو ضرور ہے کہ اس سے روحانیت کمزور ہو۔ اس لئے مسلمانوں میں سے روحانیت مٹ رہی ہے۔ دوسرے یہ کہ ان بدعتوں میں ایک خاص بات ہے۔ جس کی وجہ سے بظاہر لذت و سرور بناوٹی ہوتا ہے۔ اس لئے حقیقی لذت سے غافل ہو کر انسان بناوٹی کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ تو ہلاک ہو جاتا ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ کہ ایک شخص کے پیٹ میں درد ہو۔ لیکن وہ بجائے اس کے کہ اس کا علاج کرے، افیون کھا کر سو رہے اس کا عارضی نتیجہ تو یہ ہو گا۔ کہ بے ہوش ہونے کی وجہ سے اُسے آرام محسوس ہو گا۔ مگر دراصل وہ ہلاک ہو رہا ہو گا۔ اور ایک وقت آئے گا۔ جبکہ وہ درد اس کو ہلاک کر دیگا۔"

(ذکر الٰہی صفحہ ۹۵)

موسیقی کے متعلق ایک دوسرے موقعہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے یوں وضاحت فرمائی ہے کہ:-

"خوش الحانی علیحدہ چیز ہے اور راگ علیحدہ۔ راگ میں الفاظ کو مدنظر نہیں رکھا جاتا بلکہ سُر اور تال کو دیکھا جاتا ہے۔ مگر خوش الحانی میں صرف آواز کا خیال ہوتا ہے۔ الفاظ کو نہیں بگاڑا جاتا۔ اور ڈھولک تو بالکل ہی اور چیز ہے اس کے سننے سے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا نہیں ہو سکتا۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ ستمبر ۱۹۳۳ء بحوالہ الحکم ۲۸ فروری ۱۹۳۶ء فرقان صفحہ ۲)

مجددین اُمت اور ائمہ کرام نے بھی فن موسیقی کے ساتھ گانے سننے کی مذمت فرمائی ہے۔ امام محمد بن الحسن الشیبانی اپنی مشہور کتاب مبسوط میں فرماتے ہیں۔ "اِسْتِمَاعُ الْمَلَاهِي وَالتَّغَنِّي كُلُّهَا حَرَامٌ۔ کہ راگ اور گانے بجانے کی تمام قسمیں حرام ہیں۔" حضرت مجدد الف ثانی احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "سرود و نغمہ ایک زہر ہے جو شہد میں ملا ہوا ہے۔" حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک استفتاء کے جواب میں اپنے رسالہ "الرَّقص والسَّماع" میں اس مسئلہ پر نہایت شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "دین اسلام سے لازمی طور سے ثابت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے صلحاء اور عباد زہاد کو کبھی بھی اجازت نہیں دی۔ کہ وہ تالیوں کی چوٹ اور طبلہ کی تھاپ پر گانا سنیں۔ نیز کسی کے لئے بھی روا قرار نہیں دیا۔ نہ عوام کے لئے اور نہ خواص کے لئے۔ نہ ظاہر میں اور نہ باطن میں۔ کہ آپ کی اتباع سے اعراض اور آپ کی لائی ہوئی کتاب و حکمت کی پیروی ترک کرے۔ ہاں آپ نے شادی وغیرہ پر عورتوں کو دف کی اجازت دی ہے۔ رہے مرد۔ تو آپ کے زمانہ میں کوئی مرد بھی نہ ڈھول بجاتا تھا نہ تالیاں بجاتا تھا۔ بلکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ کہ حضور نے مردوں سے تشبہ اختیار کرنے والی عورتوں۔ اور عورتوں سے تشبہ اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت کی ہے اور چونکہ گانا بجانا عورتوں کا فعل ہے اس لئے سلف صالح اس فعل کے مرتکبوں کو مخنث کہا کرتے تھے۔" حضرت امام صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ "اس مسئلہ کی حقیقت یہ ہے کہ خیر القرون میں حجاز، شام، یمن، مصر، عراق، خراسان کہیں بھی اہل صلاح و خیر و اتقاء اس قسم سماع پسند نہیں کرتے تھے۔ تالیوں اور ڈھولک۔ بانسری یا رباب پر ہرگز کوئی گانا نہ سنتا تھا۔ اس عہد میں تو یہ چیز سرے سے مشہور ہی نہ تھی۔ دوسری صدی ہجری کے اواخر میں اس بدعت کا ظہور ہوا۔ اور جب ظاہر ہوئی۔ تو ائمہ دین نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میں بغداد میں ایک ایسی چیز چھوڑ آیا ہوں۔ جسے زندیقوں نے ایجاد کیا ہے۔ یعنی گانا بجانا۔"

اسی باب سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ہے جس میں بیان ہوا ہے۔ کہ عید کے دن حضرت ابو بکر رضوان کے گھر تشریف لائے تو دیکھا دو انصاری لڑکیاں گیت گا رہی ہیں جن میں جنگ بعاث کے معرکوں کا ذکر ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھر میں موجود تھے۔ لڑکیوں کی طرف پیٹھ تھی۔ اور دیوار کی طرف حضور کا چہرہ تھا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ لڑکیوں کی شوخی دیکھ کر خفا ہو گئے۔ اور ڈانٹ کر فرمانے لگے کہ "رسول اللہ کا گھر اور شیطان کی آواز" نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فوراً انہیں منع فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ ابو بکر! رہنے بھی دو۔ ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ مسلمانوں کی عید ہے۔"

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اس قسم کے سماع کے عادی نہ تھے۔ اس لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُسے شیطان کی آواز قرار دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو اُن کے حال پر رہنے دیا اور بچوں کو ایسے موقعوں پر کھیلنے کی اجازت دے دی جاتی ہے۔

اس حدیث سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالقصد لڑکیوں کا گانا سن رہے تھے۔ امر و نہی کا تعلق قصد و ارادہ سے گانے سننے سے ہے نہ کہ مجرد سُن لینے سے۔"

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا أَكْرَهُهُ۔ کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ پوچھا گیا أَتَجْلِسُ مَعَهُمْ؟ قَالَ لَا یعنی کیا آپ ایسے لوگوں کی مجلس میں بیٹھ سکتے ہیں؟ فرمایا نہیں۔

حضرت امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اکابر صالحین اسے سخت ناپسند فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ۔ فضیل بن عیاض۔ معروف کرخیؒ۔ ابو سلیمان حضرت سری سقطیؒ وغیرہم سب اس سے اجتناب فرماتے رہے۔ بعض اخیار کے متعلق ثابت ہے۔ کہ وہ ایسی مجلسوں میں شریک ہوئے تھے۔ مگر جب انہیں اس کی مضرت معلوم ہو گئی۔ تو اس سے کنارہ کش ہو گئے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ نے اس کی مذمت فرمائی ہے۔

"جو کوئی بھی حقائق دین اور احوال القلوب اور معارف اور اذواق و مواجید کا ذرا بھی علم رکھتا ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ گانا بجانا سننے سے اگر قلب کو کوئی نفع حاصل ہوتا ہے۔ تو اس سے کہیں زیادہ مضرت و ضلالت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ چیز روح پر وہی اثر کرتی ہے جو شراب جسم پر۔ بلکہ سُریلی آواز اور طبلہ کا نشہ بنت العنب کے نشہ سے کہیں زیادہ سخت ہوتا ہے۔"

کچھ عرصہ ہوا۔ الفضل جلد ۲۸ نمبر ۲۲۱ میں ہمارے سلسلہ کے ایک محترم بزرگ نے اس بدعت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا۔ کہ ریڈیو سٹوں پر ایسے گانے جو مخرب اخلاق نہ ہوں اور نہ ہی اپنے اندر ناجائز عنصر رکھتے ہوں۔ حد اعتدال کے اندر سننے سے کسی شخص کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اس پر میں نے مضمون مذکورہ کے الفاظ میں ہی مندرجہ ذیل استفتاء حضرت مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں ارسال کیا جس کی نقل مع جواب حسب ذیل ہے:-

استفتاء

بخدمت گرامی حضرت مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ! دام معالیکم:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! براہ کرم مندرجہ ذیل استفتاء کا جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمایا جائے۔

"ریڈیو سٹوں پر سُر اور تال کے قواعد کے مطابق جدید آلات موسیقی کے ساتھ عورتوں یا مردوں کے گانے کبھی کبھار بطور تفریح سننا درآنحالیکہ گانا بُرا نہ ہو۔ اور نہ ہی کوئی مخرب اخلاق یا ناجائز عنصر اس گانے میں شامل ہو۔ اس شرط کے ساتھ کہ وہ حد اعتدال سے تجاوز کر کے انہماک اور ضیاعِ وقت کا موجب بھی نہ ہونے لگے۔ از شرع شریف گناہ یا معصیت خدا اور رسول میں شامل ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء:- المستفسر مبارک احمد خان:-

یکم نومبر کو وی پی ارسال کر دئے گئے ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ وصول فرما کر ممنون فرمائیں:- مینیجر الفضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مفتیِ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا فتوےٰ

الجواب۔ اسلام نے آلاتِ موسیقی کے ساتھ گانا ممنوع قرار دیا ہے۔ خواہ مرد کا ہو یا عورت کا۔ اور آلات خواہ پُرانے ہوں یا جدید ہوں۔ گانا خواہ اچھے معنے رکھتا ہو۔ خواہ بُرے معنی رکھتا ہو۔ بہرحال ان سب کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اور جو چیز ممنوع ہوتی ہے۔ وہ کسی نہ کسی خرابی کیوجہ سے ممنوع ہوتی ہے۔ بعض چیزوں میں قرآن کریم یا حدیث اس کی خرابی کو بیان کردیتی ہے۔ اور بعض میں علماء اس کو بیان کردیتے ہیں۔ اور پھر یوں بھی ہوتا ہے کہ بعض وقت ایک خرابی ہوتی ہے۔ اور بعض وقت کئی خرابیاں ہوتی ہیں۔ تو بعض صورتیں اس کام کی ایسی بھی ہوتی ہیں کہ ان باقی خرابیوں سے وہ کام پاک ہوتا ہے۔ لیکن جب شریعت نے اس کو عام طور پر ممنوع قرار دیا ہو۔ اور کوئی بھی استثنائی صورت بیان نہ کی ہو۔ جس نے اس کو جائز قرار دیا ہو تو پھر محض اس بات سے کہ فلاں صورت میں فلاں خرابی نہیں پائی جاتی۔ اس امر کو کسی صورت میں جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ وہ اس صورت میں بھی ممنوع ہوتی ہے اور جو اصل وجہ اس ممانعت کی ہوگی۔ وہ اس کی سبھی صورتوں میں پائی جاتی ہے۔ اور اس صورت میں بھی وہ ضرور پائی جائے گی۔ کہ جس میں دوسرے وجوہات نہیں پائے جاتے۔ یہ مسئلہ بھی اسی قسم کا ہے کہ جس میں مختلف وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔ کہ فلاں وجہ سے اسلام نے اس کو ممنوع قرار دیا ہے۔ جن میں سے بعض وجوہات بعض صورتوں میں نہیں پائے جاتے۔ مگر جو خدا نے اس کی وجہ بیان فرمائی ہے۔ وہ ہر صورت میں اس میں پائی جاتی ہے۔ اور وہ اس آیت میں بیان کی ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ دونوں کی نسبت یہ آتا ہے۔ کہ وہ قسم کھاکر کہا کرتے تھے۔ کہ لہو الحدیث یہی گانا بجانا ہے۔ اب جو خداوند تعالیٰ نے اس آیت میں گانے بجانے کا نام لہو الحدیث رکھا ہے وہ ہر حال میں لہو الحدیث ہے۔ اور کوئی وجہ بھی کسی صورت میں بھی نہ پائی جاوے۔ لیکن لہو الحدیث کا ہونا اس میں ضرور پایا جائے گا۔ پس جو یہ صورت لکھی گئی ہے۔ کہ

"درآنحالیکہ گانا بُرا نہ ہو۔ اور نہ ہی مخرب اخلاق یا ناجائز عنصر اس گانے میں شامل ہو۔ اس شرط کے ساتھ کہ وہ حدّ اعتدال سے تجاوز کرکے انہماک اور ضیاعِ وقت کا موجب بھی نہ ہونے لگے"۔ اب اس میں گو وہ خرابیاں نہ پائی جائیں۔ جو مذکورہ عبارت میں درج کی گئی ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ لہو الحدیث ہے اور اسپر وہ نتیجہ بھی ضرور مرتب ہوگا۔ کہ جو آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (تاکہ وہ اللہ کے رستہ سے گمراہ کردے) پھر یہ صورت محض ایک فرضی صورت ہے۔ ورنہ ریڈیو پر جو گانے سنائے جاتے ہیں۔ اور سب کا بُرا اور ناجائز و مخرب الاخلاق عنصر سے پاک ہونا تو صحیح نہیں۔ اور اگر شاذ و نادر کوئی پاک بھی ہو تو سننے والوں کا خاص طور پر اس کو علیحدہ کر لینا کہ وہ دوسرے گانوں سے بچ جاوے مشکل ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ ایک شخص اسی ارادت سے سننا شروع کردے کہ وہ حدِ اعتدال سے تجاوز کرکے اس میں ایسا منہمک نہیں ہوگا کہ جو ضیاعِ وقت کا موجب ہو۔ مگر آخر اس کی دلچسپی اس کو اعتدال سے تجاوز کرائے گی۔ اور اس میں منہمک ہوکر اپنے وقت کو ضائع کرے گا۔ نیز جب کسی خرابی سے روکنا ہوتا ہے تو پھر جو بھی اس خرابی میں ڈالنے کے موجب ہوتے ہیں۔ اُن کو بھی ممنوع قرار دینا پڑتا ہے۔ مثلاً زنا جو بڑی خرابیوں کا موجب ہے۔ خدا نے جب ان خرابیوں سے انسان کو روکنا چاہا تو فرمایا۔ کہ لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا جس سے ان سب امور سے روک دیا گیا۔ کہ جو اس کے قریب کرنے والے ہیں۔ اسی طرح جو شخص اس نیت سے سننے لگے گا۔ جو تحریر بالا میں آچکا ہے۔ وہ بھی ان امور کا مرتکب ہوگا۔ جو ان خرابیوں پر مشتمل ہے۔ پس اس لئے وہی ان خرابیوں سے بچے گا۔ جو ان ابتدائی امور سے بھی بچے گا۔ اسی واسطے یہ امور بھی ممنوع قرار دئے گئے۔ پس گانا و بجانا سننے سے ہر حالت میں مومن کے لئے اجتناب ضروری ہے۔ والسلام

محمد سرور مفتی سلسلہ احمدیہ۔ فتویٰ ۲۱۲ $\frac{۱۲}{۴۳}$

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید سال نہم کی تحریک فرماتے ہوئے خطبۂ جمعہ میں ضمناً پھر اس مسئلہ کی شرح و بسط سے وضاحت فرمائی ہے۔ اور حضور کا یہ تازہ ارشاد ہر احمدی بھائی کے مدنظر رہنا چاہیئے۔ جن احباب سلسلہ کے ہاں ریڈیو سیٹ موجود ہیں۔ انہیں خاص توجہ سے حضور کے ان ارشادات کو زیر نظر رکھنا چاہیئے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"تمہارا فرض ہے کہ آئندہ زمانہ میں جب خدا تعالےٰ تمہیں حکومت اور سلطنت عطا فرمائے تو جس طرح محمود غزنوی نے مندر توڑ ڈالے تھے۔ تم ریڈیو کے وہ ٹرانسمٹر توڑ دو۔ جہاں سے گانے نشر کئے جاتے ہیں۔ تمہارا یہ کام ہے۔ کہ جس دن خدا تعالےٰ تمہیں حکومت دے۔ تم ریڈیو کے ان گندے انتظاموں کو بدل دو۔ اور سب ڈوموں اور میراثیوں کو رخصت کردو ان چیزوں کو مٹانا تمہارا فرض ہے"۔

خاکسار مبارک احمد خان امین آبادی۔

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر کو اطلاع کردے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۷۰۰۶ منکہ سادو زوجہ عبدالکریم قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۸ء ساکن ننگل ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{۹}{۴۳}$ ۲۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔

کل یکصد روپیہ نقد اسکی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی۔ اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ اپنے بچوں سے گذارہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی۔ اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم۔ سادو زوجہ عبدالکریم ارائیں ساکن ننگل ضلع گورداسپور نشان انگوٹھا سادو۔

گواہ شد۔ علی محمد صحابی موصی انسپکٹر وصایا موضع گکھانوالی حال وارد قادیان

گواہ شد۔ عبداللطیف بقلم خود۔

نمبر ۶۹۹۷ منکہ چراغ بی بی بیوہ منشی عبدالغفور صاحب مرحوم قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت بعہد خلافت اول ساکن ادجلہ ڈاکخانہ و ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{۹}{۴۳}$ ۱۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ مہر مبلغ دوصد روپیہ میں نے اپنے خاوند سے نقد وصول کرلیا ہوا ہے۔ زیور میرا اسوقت کوئی نہیں۔ البتہ جو نقد میرے پاس مبلغ دوصد روپیہ ہے۔ یہ دوصد روپیہ مہر کے علاوہ ہے۔ اس کا زیور بنانے کا ارادہ ہے۔ کل مبلغ چار صد روپیہ کی وصیت چہارم حصہ کی کرتی ہوں اور نقد مبلغ یکصد روپیہ ادا کرتی ہوں۔ مجھ کو سارٹیفکیٹ عطا فرمایا جائے۔ اگر میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسپر بھی یہ ۱/۴ حصہ مذکور کی شرط عائد ہوگی۔ الامۃ۔ چراغ بی بی مذکور۔

گواہ شد۔ عبدالقدیر ولد منشی عبدالغفور صاحب مرحوم سکنہ

عرق نور رجسٹرڈ ضعفِ جگر۔ بڑھی ہوئی تلی اور یرقان کو دُور کرنیکے علاوہ معدہ اور جگر میں طاقت پیدا کرتا ہے۔ پٹھوں کو اور جوڑوں کی درد کو دُور کرکے مضبوط بناتا ہے۔ ضعفِ جنسی۔ کمزوری اعصاب کو دُور کرتا ہے۔ غذا کو ہضم کرکے خون صالح پیدا کرتا ہے۔ دائمی قبض کو رفع کرکے سچی بھوک پیدا کرتا ہے۔ نیز معدہ اور پھیپھڑوں کی اصلاح کرتا ہے۔ پُرانی کھانسی درد کمر۔ خارش۔ دم پھولنا۔ گھبراہٹ و سستی و کاہلی کو رفع کرتا ہے۔ عرق نور رنگ سُرخ خون میں صفائی اور جسم میں فولادی طاقت اور وزن میں زیادتی پیدا کرکے آئندہ بہت سی بیماریوں سے بچانے اور طاقت کو قائم رکھنے کے لئے اکسیر ہے۔ عرق نور عورتوں کے لئے ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ بانجھ پن کی بےنظیر دوا ہے۔ اسکے استعمال سے ایام ماہواری کی درد شرطیہ طور پر دُور ہو جاتی ہے۔ خون کی کمی بیشی اور بے قاعدگی کو دُور کرکے رحم کو قابلِ تولید بناتا ہے۔ قیمت فی پیکٹ ۲ خوراک ۱۲ محصول ڈاک علاوہ

المشتہر:۔ ڈاکٹر نور بخش اینڈ سنز عرق نور قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۳۰ اکتوبر۔ روسی گورنمنٹ کے ایک نمائندہ نے اخبارات کے نمائندوں کو بتایا کہ روس میں ٹینکوں۔ طیاروں اور گولہ بارود کی صنعت میں علی الترتیب ۲۸ فیصدی سے ۳۰ فیصدی تک اضافہ ہوا ہے۔

نئی دہلی ۳۰ اکتوبر۔ لارڈ ویول نے یہاں پہنچنے کے بعد ہی بنگال میں خوراک کی تقسیم کا معاملہ فوجی حکام کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ میجر اے۔ وی۔ ٹی ویکیلے پٹنہ سے بذریعہ ہوائی جہاز کلکتہ روانہ ہو گئے ہیں۔ تاکہ وہ خوراک کی تقسیم کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیں۔

واشنگٹن ۳۰ اکتوبر۔ ایک نامہ نگار نے بتایا ہے کہ پچھلے تین ماہ میں ایک ہزار آٹھ سو اکتیس جاپانی طیارے تباہ ہوئے۔

لنڈن ۳۰ اکتوبر۔ یوگوسلاویہ کے ہیڈ کوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے کہ یوگوسلاویہ کے محبان وطن سپاہی لڑتے بھڑتے ہنگری کی سرحد کو عبور کر گئے ہیں۔ اور ہنگری کی سرحد میں لڑ رہے ہیں۔

لنڈن ۳۰ اکتوبر۔ سٹاک ہالم سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ جرمنی کی وزارت داخلہ نے اعلان کیا ہے کہ یکم اکتوبر سے ۲۰ اکتوبر تک جرمنی کے بارہ شہروں پر جو ہوائی حملے ہوئے۔ ان میں بیس لاکھ گھر مسمار ہوئے اور ایک لاکھ دو ہزار چار سو چھیاسی افراد مارے گئے۔

لاہور ۳۰ اکتوبر۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب میں منظور شدہ سکولوں کی آٹھویں جماعت کے ان طلباء کے متعلق جو مسلح افواج میں شامل ہونے کی وجہ سے ورنیکلر فائنل اور مڈل سکول کے امتحان میں شریک نہیں ہو سکے۔ جنگی خدمت سے واپسی پر یہ قرار دیا جائے۔ کہ وہ امتحان مذکور پاس کر چکے ہیں۔ بشرطیکہ وہ کم از کم چھ ماہ کے لئے یا جنگ کی باقی مدت تک فوجی خدمت پر مامور رہیں اور متعلقہ سکولوں کے ہیڈ ماسٹر اس بات کی تصدیق کریں۔ کہ اپنے اپنے سکولوں میں ایسے طلباء کی رفتار ترقی ایسی تھی کہ اگر وہ مسلح افواج میں شامل نہ ہوتے تو وہ غالباً امتحان میں ضرور پاس ہو جاتے یہ رعایت صوبہ دہلی اور پنجاب کی ان ریاستوں میں منظور شدہ سکولوں کے طلباء کو بھی دی جائیگی جو اپنے اُمیدواروں کو محکمہ تعلیم پنجاب کے ماتحت ورنیکلر فائنل اور مڈل سکول کے امتحان دینے کے لئے بھیجتی ہیں۔ ایسے امیدواروں کو اسی طریق پر سرٹیفکیٹ دیئے جائیں گے۔ جو امتحانات مذکورہ میں فی الواقع کامیاب ہونے والے طلباء کے لئے مقرر ہیں۔ ایسے امیدواروں کو مقررہ فارم پر اپنے آخری سکول کے ہیڈ ماسٹر کی وساطت سے درخواست بھیجنی چاہیئے۔

واشنگٹن ۳۰ اکتوبر۔ کرنل ناکس وزیر بحر امریکہ نے ایک بیان میں کہا کہ بحر الکاہل میں کام کرنے والی امریکن آبدوزوں نے دس مزید جاپانی جہازوں کو غرق کر دیا ہے۔ اور ۳ جاپانی جہازوں کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔

چنکنگ ۳۰ اکتوبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ جاپانی تاجر اور شہری کینٹن۔ ہانگ کانگ۔ سواتو اور امیوے کے شہروں کو خالی کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اگلے مہینہ کے وسط میں پناہ گزینوں کا پہلا دستہ شنگھائی اور جزیرہ فارموسا روانہ ہو جائے گا۔

واشنگٹن یکم نومبر۔ جنوبی بحر الکاہل کے ہیڈ کوارٹر سے اعلان ہوا ہے کہ کل پھر اتحادی ہوائی جہازوں نے نیو برٹن کی اہم چھاؤنی رابول پر بڑے زور کا حملہ کیا۔ اس حملے میں جاپانیوں کے ۴۵ ہوائی جہاز تباہ کئے۔ ہمارے صرف ۴ ہوائی جہاز کام آئے۔ چار جاپانی جہازوں پر حملہ کر کے ان کو غرق کر دیا گیا۔ اکتوبر کے مہینے میں ہمارے ہوائی جہازوں نے جاپانیوں کے ۵۰۰ ہوائی جہاز تباہ کئے۔ اور ۱۲۰ سے زیادہ کو نقصان پہنچایا۔ سات بڑے جہاز اور ایک کروزر اور ۱۰۰ سے زیادہ چھوٹے جہازوں کو غرق کیا یا نقصان پہنچایا۔

ماسکو یکم نومبر۔ روس کے ایک سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے۔ کہ روسی فوجیں جنوبی مورچے پر اور کامیابی حاصل کر رہی ہیں۔ اور کریمیا کے مغربی پھاٹک پر حملہ کر کے کیریکاک پر قبضہ کر لیا ہے۔ اب ہراول دستوں اور بحیرہ اسود کے درمیان ۲۰ میل کا فاصلہ رہ گیا ہے۔ نچلے نیپر اور بحیرہ اسود کے درمیان جرمنوں کا بہت نقصان ہوا ہے۔ کیریکاک کے مورچے پر روسی بہت سی توپیں اور ٹینک لے آئے ہیں۔ اور جرمن فوج نے بھی بہت سے ٹینک اور توپیں جمع کر لی ہیں۔ اور خیال ہے کہ جرمن یہاں جم کر لڑیں گے۔ دریائے نیپر کے موڑ پر نیپر پٹروسک کے علاقہ میں روسیوں نے کئی اور مقامات پر قبضہ کر لیا ہے۔

لنڈن یکم نومبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ آٹھویں برطانی اور پانچویں امریکن فوج اٹلی کے تمام مورچوں پر برابر آگے بڑھ رہی ہیں۔ پانچویں امریکن فوج نے ایک ایسی پہاڑی پر قبضہ کر لیا ہے۔ جہاں سے مغرب میں ولیسٹیانو کے مورچے دکھائی دیتے ہیں۔ ادھر آٹھویں برطانی فوج بھی ایزرنیا سے ۱۲ میل سے کم فاصلہ پر ہے۔ ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ اتحادی فوجیں اب ویسٹیانو کے بہت قریب ہو گئے ہیں یہ جگہ مارسیکا پہاڑی کی بہت مضبوط چوکی ہے اتحادی طیارے دشمن کی توپوں کی چوکیوں۔ فوجی جگھٹوں اور رسد اور کمک کے ذخیروں پر حملے کر کے دشمن کو سخت نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔

ماسکو یکم نومبر۔ ایک اعلان میں کہا گیا ہے کہ ہفتے کے دن برطانی سفیر کے دفتر میں بہت بڑی دعوت ہوئی۔ جس میں ۴۰۰ کے قریب مہمان وغیرہ شامل تھے۔ مارشل سٹالین کی طرف سے بھی اتحادی ممالک کے نمائندوں کو ڈنر دیا گیا۔ ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ مارشل سٹالین اور مسٹر روزویلٹ کی ملاقات عنقریب ہونیوالی ہے۔

چنکنگ یکم نومبر۔ کل مارشل چیانگ کائی شیک کے یوم پیدائش کی تقریب پر مسٹر روزویلٹ نے اپنے ایک پیغام میں ان کو مبارکباد دی اور امید ظاہر کی۔ کہ چین و امریکہ کی دوستی ہمیشہ قائم رہیگی۔ اور دونوں مل کر دنیا میں بہت جلد پائیدار امن و امان قائم کر سکینگے۔

چنکنگ یکم نومبر۔ امریکن ہوائی جہازوں نے چین کے اڈوں سے پرواز کر کے فرانسیسی ہند چینی میں دشمن کے ٹھکانوں پر حملہ کیا اور ایک دھاتیں صاف کرنے والے کارخانہ کو تباہ کر دیا۔

شباکن

ملیریا کی کامیاب دوا ہے

کونین خالص تو ملتی نہیں۔ اگر ملتی ہے تو بیس روپے اونس۔ پھر کونین کے استعمال سے بھوک بند ہو جاتی ہے۔ سر میں درد اور چکر پیدا ہو جاتے ہیں۔ گلا خراب ہو جاتا ہے۔ اگر ان امور کے بغیر آپ اپنا یا اپنے عزیز کا بخار اُتارنا چاہیں۔ تو شباکن استعمال کریں۔

قیمت یکصد قرص ۲/- پچاس قرص ۱/-

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان پنجاب

موتی دانت پوڈر جملہ امراض دندان کیلئے تریاق ہے

قیمت دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت تک کافی ہو ایک روپیہ

ملنے کا پتہ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان پنجاب

عزیز کاربالک منجن

دانتوں کے جملہ امراض کا علاج

قیمت فی اونس ایک روپیہ

ملنے کا پتہ عزیز کاربالک منجن سٹور ریلوے روڈ قادیان

کوئن ٹیبلٹس (ٹکیاں) ملیریا سے بچنے کے لئے بہترین دوا ثابت ہوئی ہے

(۱۰۰ ٹکیہ دو روپے) محصول ڈاک ۹ رو شیشی تک

دی کوئن سٹورز قادیان

ضروری گذارش

بعض احباب الفضل کا چندہ دفتر محاسب کے ذریعہ ارسال فرماتے ہیں۔ جس سے نہ صرف چندہ کی ترسیل میں بہت تاخیر ہو جاتی ہے۔ بلکہ کھاتوں میں رقوم کے غلط اندراجات کا بھی امکان رہتا ہے۔ اور دفتر ہذا کو کوپن وغیرہ تلاش کرنے کے لئے جو پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ وہ اس کے علاوہ ہے۔ لہٰذا بہتر ہوگا۔ کہ احباب اپنا چندہ براہ راست دفتر الفضل کو روانہ فرمایا کریں۔ (منیجر الفضل)